روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۳۹/۷۴ | جمعرات ۲۸، جمادی الاول ۱۴۱۰ھ، ۲۸، فتح ۱۳۶۸ ہش، ۲۸، دسمبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۹۵

سنجیدگی کی ضرورت

"مَیں جماعت کے اس حصّے کو نصیحت کرتا ہوں جس کو خدا تعالیٰ نے وقف نو میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ تحریک جدید کی ہدایات کے مطابق اپنے بچوں کی تیاری میں پہلے سے زیادہ بڑھ کر سنجیدہ ہو جائیں۔"

(ارشاد سیدنا امام جماعت احمدیہ (الرابع)

الفضل ۲۰، دسمبر ۱۹۸۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یہ مت خیال کرو کہ جو نماز کا حق تھا ہم نے ادا کر لیا یا دعا کا جو حق تھا وہ ہم نے پورا کیا۔ ہرگز نہیں دعا اور نماز کے حق کا ادا کرنا چھوٹی بات نہیں۔ یہ تو ایک موت اپنے اوپر وارد کرنی ہے۔ نماز اس بات کا نام ہے کہ جب انسان اسے ادا کرتا ہو تو یہ محسوس کرے کہ اس جہان سے دوسرے جہان میں پہنچ گیا ہوں۔ بہت سے لوگ ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ پر الزام لگاتے ہیں اور اپنے آپ کو بری خیال کرکے کہتے ہیں کہ ہم نے تو نماز بھی پڑھی اور دعا بھی کی ہے مگر قبول نہیں ہوتی۔ یہ ان لوگوں کا اپنا قصور ہوتا ہے۔ نماز اور دعا جب تک انسان غفلت اور کسل سے خالی نہ ہو تو وہ قبولیت کے قابل نہیں ہوا کرتی۔ اگر انسان ایک ایسا کھانا کھائے جو کہ بظاہر تو میٹھا ہے مگر اس کے اندر زہر ملی ہوئی ہے تو مٹھاس سے وہ زہر معلوم تو نہ ہوگا مگر بیشتر اس کے کہ مٹھاس اپنا اثر کرے زہر پہلے ہی اثر کرکے کام تمام کر دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ غفلت سے بھری ہوئی دعائیں قبول نہیں ہوتیں کیونکہ غفلت اپنا اثر پہلے کر جاتی ہے۔ یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا بالکل مطیع ہو اور پھر اس کی دعا قبول نہ ہو ہاں یہ ضروری ہے کہ اس کے مقررہ شرائط کو کامل طور پر ادا کرے جیسے ایک انسان اگر دوربین سے دور کی شے نزدیک دیکھنا چاہے تو جب تک وہ دوربین کے آلہ کو ٹھیک ترتیب پر نہ رکھے فائدہ نہیں اٹھا سکتا یہی حال نماز اور دعا کا ہے اسی طرح ہر ایک کام کی شرط ہے۔ جب وہ کامل طور پر ادا ہو تو اس سے فائدہ ہوا کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۱۸ و صفحہ ۳۱۹)

درخواست دعا

خاکسار کی ہمشیرہ مکرمہ امتہ الحفیظ صاحبہ شوکت اہلیہ مکرم چوہدری سلطان احمد صاحب طاہر (کراچی) کچھ عرصہ سے علیل چلی آ رہی ہیں۔ آج کل کمزوری زیادہ ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

نسیم سیفی

محترم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب استاد جامعہ احمدیہ سابق پرنسپل تعلیم الاسلام کالج آج کل صاحب فراش ہیں۔ اگرچہ طبیعت آہستہ آہستہ بحال ہو رہی ہے لیکن بیماری کے اثر سے کسی قدر پریشانی بھی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ سلسلہ کے اس مفید وجود کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور لمبی فعال زندگی سے نوازے۔

(ادارہ الفضل)

دعائے نعم البدل

عزیزہ عمرانہ صبا بنت مکرم صدیق احمد صاحب آف گوجرہ جو کہ وقف نو میں شامل تھی بقضائے الٰہی ۴ جون ۱۹۸۹ء کو وفات پا گئی ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل سے نوازے۔

سچّائی کی برکت

ارشادات سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

"سچائی ایک اہم ترین چیز ہے اور انسانی قلب پر ایسی چوٹ لگاتی ہے کہ سخت سے سخت دل بھی ہل جاتا ہے۔ پرانے زمانہ کا ایک واقعہ ہے۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح ابھی بچے ہی تھے کہ ان کی والدہ نے انہیں اپنے بھائی کے پاس بھیجا جو ایک بہت بڑے تاجر تھے۔ آپ کی والدہ نے آپ کے گرم کپڑے میں جو پرانا ہو جائے تو لوگ اسے گدڑی کہتے ہیں چند اشرفیاں سی دیں اور کہا وہاں پہنچ کر یہ اشرفیاں نکلوا لینا۔ اتفاق کی بات ہے کہ جس قافلہ میں آپ جا رہے تھے اس پر ڈاکہ پڑا اور ڈاکوؤں نے سب افراد کو لوٹ لیا لیکن سیّد عبدالقادر جیلانی کو بچہ سمجھ کر چھوڑ دیا اور یہ خیال کیا کہ اس کے پاس کیا ہوگا۔ لیکن ڈاکوؤں میں سے کسی نے ان سے بھی پوچھ لیا کہ کیا تمہارے پاس بھی کچھ ہے۔ آپ نے کہا ہاں میرے پاس اتنی اشرفیاں ہیں۔ ڈاکو نے دریافت کیا وہ اشرفیاں کہاں ہیں۔ آپ نے گرم کپڑے کی طرف اشارہ کرکے بتایا کہ اشرفیاں اس میں سی ہوئی ہیں۔ ڈاکوؤں کا سردار اس ڈاکو پر جو آپ سے باتیں کر رہا تھا ناراض ہوا اور کہا اس بچہ کے پاس کیا ہوگا۔ تم یونہی وقت ضائع کر رہے ہو۔ اسے چھوڑ دو۔ لیکن اس نے کہا۔ یہ کہتا ہے میرے پاس اتنی اشرفیاں ہیں چنانچہ گدڑی کو پھاڑا گیا تو اس میں سے اشرفیاں نکل آئیں۔ سردار بہت حیران ہوا اور اس نے سیّد عبدالقادر صاحب جیلانی سے کہا کہ بیوقوف بچے ہمیں پتہ بھی نہیں تھا کہ تمہارے پاس کچھ ہوگا۔ اس لئے ہم نے تمہیں چھوڑ دیا تھا۔ تم چپ کیوں نہ کر رہے۔ تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح بوجہ بچہ ہونے کے سچائی کی اہمیت کو نہ سمجھتے ہوں لیکن وہ یہ ضرور جانتے تھے کہ ہے کو ہے ہی کہنا چاہیئے اور نہیں کو نہیں کہنا چاہیئے انہوں نے ڈاکوؤں کے سردار سے کہا جب میرے پاس اشرفیاں تھیں تو مَیں یہ کیوں کہتا کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ آپ کی اس بات کا سردار پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے آئندہ ڈاکہ ڈالنا چھوڑ دیا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ مارچ ۱۹۵۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: ــــــ آغا سیف اللہ ، پرنٹر: ــــــ قاضی منیر احمد
مطبع: ــــــ ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: ــــــ دارالنصر غربی ربوہ ، قیمت: ــــــ ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۸ ، فتح ۱۳۶۸ ہش
۲۸ ، دسمبر ۱۹۸۹ء

رجوع الی اللہ اور تقویٰ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا تھا کہ حضور اقدس کی تصنیفات کو کم از کم تین دفعہ پڑھا جائے ۔ حقیقت یہ ہے کہ تین دفعہ تو کم از کم ہے حضور کی تصنیفات کو جتنی دفعہ پڑھا جائے ایمان میں اسی قدر اضافہ ہوتا ہے اور عملی قوت بڑھتی ہے ۔ حضور کا ایک ایک فقرہ انسان کی زندگی کو بہتر رستے پر ڈالنے میں مفید و ممد ثابت ہوتا ہے ۔ ہم نے الفضل کا ایک شمارہ اٹھایا تو حضور کے ملفوظات کا ایک فقرہ نظر پڑا ۔ فقرہ یہ تھا

"ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ بجز تقویٰ ، طہارت اور رجوع الی اللہ کے اور کوئی چارہ نہیں"

اس فقرہ نے دل پر اثر کیا اور جی چاہا کہ اپنے تمام قارئین سے گذارش کریں کہ اس فقرے کی طرح کے بہت سے اور فقرے بھی ہمیشہ اپنے سامنے رکھنے کی کوشش کریں اور ان پر غور بھی کریں اور ان کو اپنی عملی زندگی کے لئے مشعل راہ بنائیں ۔

رجوع الی اللہ کے بعد انسان کیلئے ساری باتوں کا محور نیکی ہی نیکی بن جاتا ہے ۔ نہ غیروں سے نفرت نہ اپنوں سے بے جا محبّت ۔ نہ کسی چیز کی زیادتی کی خواہش نہ کسی چیز کی کمی کا شکوہ ۔ جب اپنا رُخ اللہ تعالےٰ کی طرف پھیر لیا تو پھر اور کیا درکار ہے اور پھر کونسی چیز ہے جو اللہ تعالےٰ دینا چاہے اور آپ کو نہ ملے ۔ یا جس کی آپ کو ضرورت ہو اور اللہ تعالےٰ اس ضرورت کو جس طرح مناسب سمجھے پورا نہ کر دے ۔

رجوع الی اللہ ہی سے تقویٰ شروع ہو جاتا ہے ۔ خدا سے محبت تو وہی کرے گا جو اس کی طرف رخ کرے گا ، اور اس سے ڈرے گا بھی وہی جو اپنی ساری توجہ دوسروں کی طرف سے ہٹا کر اس کی طرف پھیر دے گا ، اور جو شخص خدا سے محبت کرے گا اس کے عمل میں نیکی کی خوشبو شامل ہو جائے گی ۔ اور پھر اس سے ڈرنے والے کے ہر عمل سے برائی یا بدی از خود بھاگے گی اس کے پاس بھی نہیں پھٹکے گی ۔

پس حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ کا یہی ایک فقرہ انسان کی زندگی بدلنے میں ممد ثابت ہو سکتا ہے ۔ حضور کی تحریروں میں سے ایسے فقرات ہمارے سامنے رہنے چاہئیں اور ہمیں اس بات کا اندازہ کرتے رہنا چاہیئے کہ ہماری زندگی کہاں تک بہتر ہو رہی ہے ۔

آؤ خدا سے پوچھ کے دیکھیں
وہ تو سچ بتلائے گا
کون کہاں ہے ، کیا ہے ، کیوں ہے
دِل کو چَین آ جائے گا

ــــــ ابوالاقبال

مجھے آپ سے کوئی شِکوہ نہیں ہے
مگر میرا غم بھی تو بے جا نہیں ہے
چمن اُجڑا اُجڑا فضا سہمی سہمی ،
پرندہ کوئی چہچہاتا نہیں ہے
یہ پُر خار راہیں یہ خونخوار دریا ،
ترے پاس آنے کا رستہ نہیں ہے
سُنے کون اب میرے دُکھ کی کہانی
کہ تیرے سوا کوئی اپنا نہیں ہے
جِگر پاش ہیں دشمنوں کے یہ طعنے
ہمارا خدا ہے ، تمہارا نہیں ہے
غریب الوطن ہو کہ رشکِ وطن ہو
رہِ دیں میں گھاٹے کا سَودا نہیں ہے
ہزاروں دعائیں ترے ساتھ بھی ہیں
خدا خود ہو جس کا وہ تنہا نہیں ہے
مری آہ و زاری پہ یہ شور توبہ !
ترے ظِلم کا کوئی چرچا نہیں ہے
کڑی دھوپ میں قافلہ بڑھ رہا ہے
مسافر کوئی دل شِکستہ نہیں ہے
یہاں گرم بازار ہیں نفرتوں کے
محبت سے کوئی شناسا نہیں ہے
مرے دوستو ! عقل سے کام لینا
یہ امرِ خدا ہے ، تماشا نہیں ہے
مرے خون کا قطرہ قطرہ ہے شاہد
کہ ذِلّت کا جینا تو جینا نہیں ہے
اگر آنسوؤں سے نہ تر ہو مصلّیٰ
تو سجدہ بھی پھر کوئی سجدہ نہیں ہے
کبھی سانچ کو آنچ آتی نہیں ہے
کبھی جھوٹ کو پھَلتے دیکھا نہیں ہے
جیو جینے دو اَے میرے ہمسفیرو !
چمَن ، دوستو کیا یہ سب کا نہیں ہے
ہمیں بھی دکھا فتح و نصرت کے جلوے
ترے پاس مولا بھلا کیا نہیں ہے
اسی سوچ میں ڈوبا رہتا ہوں اکثر
مری شامِ غم کا سویرا نہیں ہے
فقط بات کرنے کا ہے ڈھنگ احسن !
ہمیں شعر کہنے کا دعویٰ نہیں ہے

احسن اسمٰعیل ۔ گوجرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کام کی باتیں

نیک کام

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرماتا رہے)

تم اگر نیک کاموں میں سرگرمی سے مشغول ہو جاؤ تو میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ لوگوں پر اس کا اثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع کر سکتا ہے۔ سورج مغرب کی بجائے مشرق میں ڈوب سکتا ہے۔ مگر یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی نیک کام کو جاری کیا جائے اور وہ ضائع ہو جائے یہ ممکن ہی نہیں کہ تم نیک کام کرو اور خدا تمہیں قبولیت نہ دے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از وقت ہمیں بتا دیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں جب کوئی شخص مقبول ہو جاتا ہے۔ تو وہ اپنے فرشتوں کو پتہ دیتا ہے اور کہتا ہے فلاں بندہ میری نگاہ میں مقبول ہے پھر وہ اگلے فرشتوں کو بتاتے ہیں اور وہ اپنے سے اگلے فرشتوں کو یہاں تک کہ دنیا کے لوگوں کے دلوں میں اس کی قبولیت پیدا کر دی جاتی ہے مگر اس قبولیت کا پیمانہ تمہارے دل کا اخلاص ہے۔ تمہارے دل کا اخلاص جتنا زیادہ ہو گا اتنی ہی زیادہ مقبولیت ہو گی اور تمہارے دل کا اخلاص جتنا کم ہو گا۔ اتنی ہی کم یہ مقبولیت ہو گی۔ پس میں یہاں کی مجلس خدام الاحمدیہ کے ارکان کو بھی نصیحت کرتا ہوں اور ان بیرونی جماعتوں کو بھی۔ جن کے نوجوان اس مجلس کی نقل میں کام کرنے کے لئے تیار ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس نیت سے کام کریں کہ صرف کام کرنے والے نوجوان اپنے اندر شامل کریں۔ تعداد بڑھانے کے لئے ہر شخص کو شامل نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح جو تجربہ کار لیکچرار یا تجربہ کار لکھنے والے ہیں۔ ان کو شروع میں اپنے اندر شامل نہ کیا جائے۔ بے شک نگرانی کے لئے کسی وقت ان سے مشورہ لے لیا جائے۔ مگر انہیں اپنا ممبر نہ بنائیں۔ وہ ان کے کام پر حاوی نہ ہو جائیں اور ان کی عقلیں ان کی عقلوں کے مقابلے میں پست نہ ہو جائیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایک بڑے درخت کے نیچے اگر ایک چھوٹا پودا لگا دیا جائے تو چند ہی دنوں میں وہ سوکھ جاتا ہے۔ اسی طرح جب بڑے لوگوں کو اپنے اندر شامل کیا جائے تو چھوٹوں کا ذہنی ارتقاء رک جاتا ہے مگر میں نے دیکھا ہے قادیان میں یہ مرض نہایت شدت سے پھیلا ہوا ہے۔ کوئی جلسہ ہو۔ کوئی ٹی پارٹی ہو کوئی دعوت ہو اس میں مجھے ضرور شامل کریں گے۔ جس کا یقیناً انہیں یہ نقصان پہنچتا ہے کہ انہیں خود اٹھنے اور کام کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا طریق بہت کم نظر آتا ہے اور گو صحابہ رضی اللہ عنہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاتے بھی تھے۔ مگر موقعے کی حیثیت سے۔ لیکن یہاں تو یہ حال ہے کہ جنازہ بھی (امام جماعت) پڑھائیں۔ نکاح بھی (امام جماعت) پڑھائیں کوئی دعوت ہو تو اس میں بھی وہ ضرور شامل ہوں کوئی ولیمہ ہو تو اس میں بھی ضرور شامل ہوں۔ اسی طرح (مربی) کے جانے کی تقریب ہو تب وہ شامل ہوں اور آنے کی ہو تب بھی وہ شامل ہوں غرض (امام جماعت) سے اتنے کاموں کی امید کی جاتی ہے کہ جن میں شامل ہونے کے بعد دین کی ترقی اور اس کے کاموں میں حصہ لینے کا اس کے لئے کوئی وقت ہی نہیں رہتا اور اس کا کام صرف اتنا ہی رہ جاتا ہے کہ دعوتیں کھائیں۔ ملانوں کی طرح پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ ڈکار لیا اور سو رہے۔ یہ ایک مرض ہے جس کے نتیجے میں افراد کا ذہنی ارتقاء مارا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک بڑے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور بڑے درخت کے نیچے جو پودے لگے ہوئے ہوں وہ نشوونما نہیں پاتے۔ پھر اس کا نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ جب کوئی اور تحریک کرتا ہے تو لوگ اس کی بات پر کان نہیں دھرتے۔ اور وہ میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے آپ اس امر کے متعلق تحریک کریں۔ میں اس وقت دل میں ہنستا ہوں اور کہتا ہوں کہ یہ سزا ہے جو ان لوگوں کو اس لئے مل رہی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو یہ عادت ڈال دی ہے کہ جب تک کوئی بات (امام جماعت) نہ کہے اس کا ماننا کوئی ایسا ضروری نہیں ہوتا۔ حالانکہ دینی مشاغل اور قرآن کا درس و تدریس اور دوسرے ایسے ہی بیسیوں کاموں میں (امام جماعت) کے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ یا کسی ناظر کے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہر شخص کو اپنی اپنی جگہ دلی شوق سے یہ کام کرنے چاہئیں اور اگر وہ آجائیں تو سارا کام انہی کا دماغ کر رہا ہو گا۔ اور باقی لوگ خاموش بیٹھے رہیں گے اور اس کا نتیجہ قوم کے لئے مہلک ہو گا۔ اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ "تم بہت باتوں کے متعلق سوالات نہ کیا کرو۔ کیونکہ اگر خدا ان باتوں کو بیان کرے گا تو تمہیں دکھ پہنچے گا" اب سوال یہ ہے کہ دکھ کیوں پہنچے گا۔ کیا خدا کے احکام دکھ دینے والے ہوتے ہیں۔ خدا کا تو ہر حکم انسان کے لئے باعث رحمت ہے۔ پھر اس کا کیا مطلب ہے کہ اگر خدا نے ان باتوں کو بیان کیا تو تمہیں دکھ پہنچے گا۔ بعض لوگ نادانی سے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے بار بار سوال کیا تو خدا ناراض ہو کر تمہیں کوئی سخت حکم دے دے گا یعنی مثلاً جب یہ پوچھا کہ دو نمازیں پڑھنی چاہئیں یا پانچ تو خدا کہے گا اچھا تم نے تو یہ پوچھا ہے میں بطور سزا تمہیں کہتا ہوں کہ تم چھ نمازیں پڑھا کرو۔ مگر یہ بیوقوفی کی بات ہے خدا کوئی تھکنے والا وجود نہیں کہ ایک دو سوالوں سے وہ گھبرا جائے اور اکتا کر سخت حکم دینے شروع کر دے اس کا مطلب یہی ہے کہ اگر تم ہر بات مجھ سے دریافت کرو گے اور اپنی عقلوں پر زور نہیں ڈالو گے تو تمہارے قوائے دماغیہ کمزور اور بیکار ہو جائیں گے کیونکہ جس عضو سے ایک عرصے تک کام نہ لیا جائے وہ بیکار ہو جاتا ہے ہاتھ سے کام نہ لیا جائے تو ہاتھ خشک ہو جاتا ہے۔ دماغ سے کام نہ لیا جائے تو دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔ پس فرماتا ہے۔ اگر تم ہم سے پوچھو گے تو گو ہم تمہیں وہ بات بتا دیں گے مگر پھر تم فقیہہ نہیں رہو گے۔ بلکہ نقال بن جاؤ گے۔ حالانکہ قوم کی ترقی کے لئے فقیہوں کا ہونا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ مگر یہ بھی یاد رکھیں کہ کام تحریک جدید کے اصول پر کریں۔ میں نے بارہا کہا ہے کہ الامام جنۃ یقاتل من ورائہ۔ تمہارا کام بے شک یہ ہے کہ تم دشمن سے لڑو مگر تمہارا فرض ہے کہ امام کے پیچھے ہو کر لڑو پس کوئی نیا پروگرام بنانا۔ تمہارے لئے جائز نہیں۔ پروگرام تحریک جدید کا ہی ہو گا اور تم تحریک جدید کے والنٹیئرز ہو گے۔ تمہارا فرض ہو گا کہ تم اپنے ہاتھ سے کام کرو۔ تم سادہ زندگی بسر کرو۔ تم دین کی تعلیم دو۔ تم نمازوں کی پابندی کی نوجوانوں میں عادت پیدا کرو۔ تم (دعوت الی اللہ) کے لئے اوقات وقف کرو۔ اس طرح باہر جو انجمنیں بنیں وہ بھی اسی رنگ میں کام کریں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اپریل ۱۹۳۸ء)

شکر کتنی مضر صحت ہے!

یہ بحث بہت عرصے سے چل رہی ہے کہ شکر ہماری صحت کے لئے کتنی مضر ہے بعض سائنسدان کہتے ہیں کہ شکر سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور اس کا کوئی ثبوت بھی نہیں ہے اور دوسرے یہ کہتے ہیں کہ آج کل بہت سی بیماریوں کا براہ راست تعلق شکر کے بہت زیادہ استعمال سے ہے ۲۵ سال سے یہ بحث چل رہی ہے اور ابھی کسی ٹھوس نتیجے پر نہیں پہنچی ہے۔ اب برطانیہ میں حکومت کی کمیٹی نے بڑی چھان بین کے بعد کہا ہے کہ شکر کا دل کی بیماریوں، ذیابیطس اور سرطان سے اگر کوئی تعلق ہے تو اس کا واضح ثبوت نہیں ملتا۔ رپورٹ میں یہ ضرور کہا گیا ہے کہ شکر میں بہت زیادہ کیلوریز ہوتی ہیں جس سے موٹاپا ہوتا ہے اور اس سے دل کے مرض اور ذیابیطس اور اس قسم کے دوسرے مرض ہوتے ہیں۔ ماہرین کہتے ہیں کہ شکر کے استعمال میں اگر اعتدال برتا جائے تو صحت پر کوئی برا اثر نہیں پڑتا۔ ایک بالغ روزانہ پچاس گرام شکر کسی اندیشے کے بغیر کھا سکتا ہے ہاں ایک بات یقینی ہے کہ شکر سے دانتوں کو نقصان ضرور پہنچتا ہے خصوصاً بچوں کو جو دودھ یا مشروب دیئے جائیں ان میں شکر نہ گھولنی چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر عطاء الرحمان صاحب
ساہیوال

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب

(اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو)

خاکسار ثواب حاصل کرنے کی غرض سے سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو کے زیر سایہ گزرے ہوئے چند واقعات کا ذکر کرتا ہے۔

اگرچہ خاکسار پانچویں جماعت سے لیکر دسویں جماعت تک قادیان میں تعلیم حاصل کرتا رہا ہے۔ مگر محترم صاحبزادہ صاحب سے قریبی تعلقات اس وقت سے شروع ہوئے جب فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب کے زمانہ میں جنگ سے قبل انتخابات ہونے والے تھے۔ اس وقت گورنر ملک امیر محمد خان تھے اس وقت امیدواران کی اہلیت جانچنے کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی اس کے ممبر ساہیوال کے محترم میاں عبد الحق صاحب بھی تھے۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے محترم چوہدری ظہور احمد صاحب وکیل الدیوان اور محترم نور الحق صاحب کو میاں صاحب موصوف کے پاس کسی کام سے بھیجا۔ دوران گفتگو میاں صاحب نے ان احباب سے خاکسار کا ذکر کیا اور کہا کہ ان سے ہمارے بڑے مراسم ہیں۔ مجلس مشاورت کا آخری دن تھا۔ جو کالج ہال میں منعقد ہوئی۔ اختتام اجلاس کے وقت اعلان ہوا کہ خاکسار اجلاس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب سے کالج کے شرقی برآمدہ میں مل کر جاوے۔ خاکسار برآمدہ میں آیا وہاں محترم صاحبزادہ صاحب نے خاکسار کو دیکھتے ہی فرمایا کہ "آپ ہیں ڈاکٹر عطاء الرحمن" ساتھ ہی فرمایا کہ میاں عبد الحق صاحب آپ کے دوست ہیں ان سے یہ کام ہے۔ وہ آج سرگودہا میں ہیں ان کو آج ہی مل کر اس کام کے لئے کہنا ہے۔ خاکسار فرمان کے مطابق سرگودہا چلا گیا۔ میاں صاحب کی خدمت میں جا کر کام کی بابت عرض کیا۔ میاں صاحب نے کمال مہربانی سے فرمایا کہ جیسے ارشاد ہے ویسا ہی کروں گا (اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دیوے) خاکسار وقت کی تنگی کی وجہ سے واپسی پر ربوہ نہ ٹھہر سکا سیدھا سرگودہا سے ساہیوال آ گیا اور ساہیوال سے بذریعہ ٹیلیفون مفصل حالات عرض کر دیئے

۱۴ ؍جون ۱۹۶۵ء کو محترم صاحبزادہ صاحب نے بطور صدر مجلس انصار اللہ ساہیوال شہر دورہ پر تشریف لانا تھا۔ خاکسار ان دنوں قائم مقام امیر ساہیوال شہر و ضلع تھا۔ خاکسار ناظم انصار اللہ ضلع ساہیوال بھی تھا۔ خاکسار نے ربوہ محترم صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں ٹیلیفون کر کے دریافت کیا کہ ربوہ سے کس وقت روانہ ہوں گے تو فرمایا ½۱۲ بجے دوپہر خاکسار نے عرض کیا کہ وہ تو انتہائی گرمی کا وقت ہوگا تو فرمایا کہ ہمارے پاس اور وقت ہی نہیں ہے" ان دنوں رن کچھ کے علاقہ میں بھارت اور پاکستان کی افواج میں چھڑپیں ہو چکی تھیں اور فوجوں کی نقل و حرکت وسیع پیمانہ پر ہو رہی تھی۔ خاص طور پر لاہور اور ملتان کے درمیان۔ اس طرح سے کافی رش میں سے گزرتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب مع اپنے ساتھیوں کے جن میں محترم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری محترم مولانا نسیم سیفی صاحب اور محترم چوہدری شبیر احمد صاحب شامل تھے۔ ۵ بجے بعد دوپہر ساہیوال تشریف لائے۔ اسی شام معززین شہر کے ساتھ خاکسار کے مکان کے لان میں چائے پر ملاقات تھی جس میں جماعت کے اور غیر از جماعت احباب شامل تھے۔ ان میں محترم رانا عبد الحمید صاحب منسٹر گورنمنٹ آف پاکستان اور شیخ اکرام الحق صاحب اے ڈی۔ ایم ساہیوال بھی شامل تھے ان سے مختلف موضوعات پر باتیں ہوتی رہیں۔ اور یہ مجلس بڑی دلچسپ رہی۔

اسی روز رات نماز عشاء کے بعد بیت الحمد احمدیہ میں ضلع ساہیوال کے انصار اللہ کا اجلاس عام تھا۔ جس کو صاحبزادہ صاحب نے خطاب فرمایا اور احباب کو نہایت قیمتی نصائح فرمائیں۔

رات کو خاکسار کے مکان پر دوسری منزل کے صحن میں آرام فرمایا اس وقت صرف بجلی کے پنکھے ہی تھے اور AIR CONDITIONER وغیرہ کا رواج عام نہیں تھا۔ اس لئے شدید گرمی میں ہی وقت گزارا۔ اگلے روز صبح کے ناشتہ پر ایک دوست محترم ملک غلام احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وہ میرے کلینک کے قریب تھا۔ اور ناشتہ سے فارغ ہو کر خاکسار کے کلینک کے سامنے چند ایک فوٹو کھینچے گئے۔

ناشتہ کے لئے جاتے وقت گورنمنٹ کالج ساہیوال کے پرنسپل ملک محمد انور صاحب کی درخواست پر کالج کی نئی تعمیر شدہ لائبریری دیکھنے کے لئے ٹھہر گئے۔ وہاں پر انہوں نے ٹھنڈے مشروبات وغیرہ کا انتظام کیا ہوا تھا اگرچہ انہوں نے صرف پانچ منٹ دینے کا کہا تھا مگر وہاں پر باتوں میں تقریباً ۴۵ منٹ خرچ ہو گئے۔ ناشتہ کے بعد چونکہ لجنہ اماء اللہ ساہیوال کو خطاب کرنا تھا۔ اور گرمی بڑھ رہی تھی۔ خاکسار نے عرض کیا کہ ملک محمد انور پرنسپل صاحب نے تو کافی وقت لے لیا تو فرمایا کہ یہ تو آپ نے ہی پروگرام ان کے ہاں راستہ میں ٹھہرنے کا قبول کیا تھا۔"

لجنہ کے پروگرام سے فارغ ہوتے ہوتے کوئی ۱۲ بجے دوپہر کا وقت ہو رہا تھا خاکسار نے عرض کیا کہ اب تو کھانے کا وقت ہو رہا ہے۔ تو فرمایا کہ نہیں اب تو ہمیں جانا ہے کھانے کے لئے وقت نہیں نکل سکے گا۔ اور واپس روانہ ہوئے۔ خاکسار نے بیت الحمد سے الوداع کہتے وقت چند احباب کو قائد صاحب خدام الاحمدیہ ساہیوال کی قیادت میں کچھ دور تک ساتھ جانے کے لئے روانہ کیا اور انہوں نے ساہیوال شہر سے باہر نکلتے وقت پٹرول پمپ پر ٹھہر کر پٹرول لینا تھا۔ تو اس دوران قائد صاحب خدام الاحمدیہ ٹھنڈے مشروبات لے آئے اور خدمت میں پیش کر دیئے۔ جو کہ حضور نے اور ساتھیوں نے استعمال فرمائے۔ خدام الاحمدیہ نے اپنے قائد صاحب کی زیر نگرانی تمام انتظامات میں بہت عمدہ طریقہ سے امداد دی۔ اس وقت خدام الاحمدیہ کے قائد محترم اکرام الحق صاحب جبالہ تھے جو آج کل لاس اینجلز امریکہ میں مقیم ہیں اور بیمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مکمل صحت اور کام کرنے والی لمبی زندگی عطاء کرے۔

حضور کے ربوہ واپس تشریف لے جانے کے جلد بعد ربوہ میں تربیتی کلاس تھی جس میں خاکسار کا بیٹا عزیزم لطف الرحمن شامل ہونے کے لئے گیا تو جاتے ہوئے محترم صاحبزادہ کے دورہ پاکستان کی تصاویر کا ایک البم اپنے ہمراہ لے گیا اور کالج کے پرنسپل صاحب کی کوٹھی جہاں حضور رہائش پذیر تھے حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ عزیز نے بیان کیا کہ محترم صاحبزادہ صاحب کافی دیر تک دوپہر کی گرمی میں برآمدہ میں کھڑے البم کی مختلف مواقع کی تصاویر بڑی دلچسپی سے ملاحظہ فرماتے رہے اور کئی باتیں دریافت فرماتے رہے۔

ساہیوال سے روانہ ہوتے وقت فرمایا کہ دوبارہ اللہ تعالیٰ توفیق دیوے تو ساہیوال کے ضلع کا مفصل دورہ کریں گے اس کے جلد بعد حضور امامت کے منصب جلیلہ پر متمکن ہوئے اور خاکسار کے انکے ساہیوال کے دورہ کے لئے یاد دلانے پر فرمایا کہ اب مصروفیات بہت بڑھ گئی ہیں۔ اور مشکل معلوم ہوتا ہے مگر اس کے بعد سندھ تشریف لے گئے۔ براستہ فیصل آباد۔ خانیوال۔ کراچی سے واپسی کے لئے پروگرام بذریعہ تیزگام کا حکم صادر فرمایا اور واپسی تشریف لانے سے قبل پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو حکم دیا کہ خاکسار کو بذریعہ چٹھی اطلاع دے دوں کہ تیزگام کے ساہیوال پہنچنے پر ریلوے سٹیشن پر ملاقات ہو سکتی ہے چنانچہ خاکسار نے ٹیلیفون پر گزارش کی ساہیوال کی جماعت احمدیہ کے احباب کی خواہش ہے کہ اسی روز تیزگام کے پہنچنے پر حضور کی خدمت میں سارے قافلہ کے لئے ناشتہ پیش کریں۔ جس پر فرمایا کہ ایک تو تیزگام بہت تھوڑا وقت ٹھہرتی ہے یعنی صرف ۵ منٹ دوسرے اس وقت صبح کے ۹ اور ۱۰ بجے کے درمیان کا وقت ہوگا اور ناشتہ کا وقت بھی نہیں ہوگا اس لئے یہ تکلیف نہ کریں اس وقت اوکاڑہ بھی ساہیوال میں شامل تھا۔ خاکسار نے ضلع بھر کی جماعتوں کو مطلع کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام ضلع بھر کے آئے ہوئے احباب نے حضور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور تیزگام بھی وہاں پندرہ منٹ تک رکی رہی۔

۱۹۷۱ء کا ذکر ہے کہ خاکسار کی بڑی بیٹی عزیزہ بشریٰ رحمان کے رشتہ کے سلسلہ میں جو کہ عزیزم محمد الیاس آف کیلگری کینیڈا کے ساتھ تجویز ہوا تھا۔ خاکسار مشورہ کے لئے حضور کی خدمت میں اسلام آباد جانے والا تھا کہ خاکسار نے خواب دیکھا کہ مشورہ کے لئے حضور کی خدمت میں گیا ہے تو حضور نے فرمایا کہ "پرسوں آئیں" ان دنوں مکرم محترم چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ امیر ضلع ساہیوال ایک مقدمہ کے سلسلہ میں جیل میں تھے انہوں نے بھی حضور کی خدمت میں ان کا خط دعا کے لئے اور حالات بیان کرنے کے لئے دے جانے کو فرمایا۔ چنانچہ ان کے چھوٹے بھائی چوہدری نصیر احمد صاحب باجوہ نے بھی خاکسار کے ساتھ اسلام آباد جانا تھا۔ مگر انہوں نے رات کو ہی پیغام بھیج دیا کہ وہ نہیں جا سکیں گے۔ چنانچہ خاکسار بذریعہ تیزگام روانہ ہو گیا اور اسلام آباد میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مکرم چوہدری صاحب کا خط برائے دعا پیش کیا اور بچی کے رشتہ کے سلسلہ میں بھی اپنا خواب بیان کیا تو فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب آپ پرسوں ہی آتے کل میں ربوہ جا رہا ہوں وہاں بات کریں گے" ان دنوں محترم صاحبزادہ ایم ایم احمد صاحب ایک دشمن کے حملہ سے زخمی ہو کر سی ایم ایچ راولپنڈی میں داخل تھے۔ حضور وہاں تشریف لے جا رہے تھے اور راستہ میں بیت الحمد احمدیہ اسلام آباد کی بنیاد کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کھدائی شروع کر دی تھی وہاں پر حضور نے دعا فرمائی اور غالباً محراب کے مقام پر کسّی سے ایک دو ٹپ لگائے۔

اگلے روز حضور ربوہ کے لئے روانہ ہوئے۔ خاکسار بھی اگلے روز ربوہ آ گیا اور صبح صبح سات بجے کے قریب دفتر پرائیویٹ سیکرٹری گیا تاکہ حضور سے ملاقات کر سکے۔ وہاں پر ڈیوٹی پر موجود ایک دوست نے بتایا کہ گزشتہ شب سب تھکے ماندے آئے ہیں۔ اس لئے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر کا عملہ ۱۱ بجے کے قریب آوے گا۔ اس وقت آ کر پتہ کر لیں۔ اسی دوران مکرم محترم مولانا محمد صدیق صاحب خلافت لائبریری والے آ گئے۔ ان کو حضور نے کسی کام کے سلسلہ میں طلب فرمایا تھا۔ ان کو خاکسار نے عرض کیا کہ خاکسار حاضر ہے۔ حضور اس وقت اپنے ڈرائنگ روم کے باہر والے صحن میں ٹہل رہے تھے خاکسار کے آنے کا معلوم ہو کے فوری طور پر بلا لیا خاکسار اس وقت شادی کے سلسلہ میں دونوں بچوں کے کوائف تحریر کر رہا تھا کہ مولانا محمد صدیق صاحب خاکسار کو بلانے آ گئے خاکسار فوری طور پہ حاضر ہو گیا۔ اور مدعا بیان کیا تو فرمایا کہ الیاس صاحب اور ان کے والد صاحب کو میرے پاس بھیجو۔

خاکسار کے ہاتھ میں کوائف والا کاغذ پکڑا ہوا تھا۔ وہ خاکسار سے لے لیا خاکسار نے عرض کیا کہ خاکسار اس پہ دستخط کر دیوے تو فرمایا دستخطوں کی ضرورت نہیں ہے۔

خاکسار نے عزیزم مکرم محمد الیاس صاحب کو اور ان کے والد صاحب کو حضور کی طلبی کا بتایا تو وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام کوائف دریافت کرنے کے بعد فرمایا کہ رشتہ کر دیویں چنانچہ جس دن خلافت لائبریری کا افتتاح ہوا اس دن خاکسار حضور کی خدمت میں یہ درخواست کرنے حاضر ہوا کہ بچی کا نکاح حضور پڑھا دیویں۔ حضور نے امام رفیق صاحب سے جو ان دنوں پرائیویٹ سیکرٹری تھے۔ دریافت فرمایا کہ نبی احمد صاحب کے بچے کا نکاح حضور نے کس دن پڑھانے کو کہا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ بدھ کے دن بعد نماز عصر۔ حضور نے خاکسار سے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب آپ بھی بدھ کے روز بعد نماز عصر آ جاویں۔ میں نکاح پڑھا دوں گا۔ چنانچہ خاکسار بدھ کے روز ۱۲ بجے کے قریب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر گیا کہ نکاح کے فارم وغیرہ پر کر کے دے جاوے تو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے فرمایا کہ حضور تو آج باہر تشریف لے جا رہے ہیں اور نبی احمد صاحب کے بچے کا نکاح بھی کسی اور دن کے لئے پڑھانے کو کہہ دیا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ حضور کی خدمت میں گزارش کر دیویں جب حضور فرما دیں گے خاکسار حاضر ہو جائے گا۔

حضور نے ان سے دریافت فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب آئے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں وہ آئے ہوئے ہیں۔ حضور نے فرمایا ان کو ابھی بھیج دیں میں ابھی نکاح پڑھا دیتا ہوں۔ چنانچہ حضور نے اپنے دفتر میں اسی وقت ہی نکاح پڑھا دیا۔

اس روز مکرم شفیق احمد صاحب سہگل (موجودہ امیر ملتان) حضور سے ملاقات کے لئے ربوہ تشریف لے گئے مگر حضور کے زیادہ مصروف ہونے کی وجہ سے دفتر والوں نے معذرت ظاہر کی۔ محترم شفیق صاحب نے خاکسار کو REQUEST کی خاکسار نے اپنے عزیزوں میں ان کو شامل کر لیا۔ حضور نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ آپ کیسے تشریف لائے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ یہ ہمارے مدعوین خاص میں ہیں۔ حضور مسکرائے اور ان کو بھی شامل رہنے کی اجازت مرحمت فرما دی۔

ایک دفعہ خاکسار کسی ضروری سلسلہ کے کام کی غرض سے جمعہ کے روز صبح حاضر ہوا۔ حضور کی خدمت میں اطلاع کی۔ حضور نے ازراہِ شفقت اسی وقت بلا لیا (اس روز خاکسار کے برادر بزرگ قاضی عبدالحمید اسلم جو حال ہی میں وفات پا چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرما دے۔ چند دوستوں کے ساتھ ربوہ حضور سے ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے مگر جمعہ کا روز ہونے کی وجہ سے ملاقات نہ ہو سکی) اور بڑی مہربانی اور محبت سے جس مقصد کے لئے خاکسار گیا تھا۔ اسی سلسلہ میں مفصل گفتگو فرمائی۔ جب خاکسار فارغ ہوا تو برادرم قاضی عبدالحمید صاحب کی خواہش کے مطابق حضور سے اوکاڑہ کے دوستوں کی آمد کا ذکر کیا۔ تو حضور نے فرمایا "ڈاکٹر صاحب آپ کو جمعہ کے روز ملاقات کی اجازت دے کر میں نے کوئی غلطی تو نہیں کی ہے"، خاکسار نے عرض کیا کہ حضور بالکل نہیں۔ تو حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ "میں نے جمعہ کا دن خاص عبادت کے لئے مخصوص کیا ہوا ہے اور میں اس روز ملاقاتیں نہیں کرتا"

ایک دفعہ خاکسار حضور کے فرمان پہ ربوہ گیا۔ وہاں پر پرانے قصرِ امامت کے پچھلے لان میں حضور نے کئی قسم کے گلاب کے پھول لگوائے ہوئے تھے۔ وہاں پہ بعض دیگر بزرگ بھی تشریف فرما تھے۔ حضور نے ان دنوں چین سے کوئی نئی دوائی منگوائی تھی جو TONIC قسم کی تھی۔ حضور نے اس کا ذکر فرمایا اور محترم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری سے فرمایا کہ اس دوائی سے عمر رسیدہ انسان بھی جوان ہو جاتا ہے۔ یہ آپ بھی استعمال کریں۔ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے فی البدیہہ کہا کہ حضور یہ دوائی محترم شیخ محمد احمد صاحب کو پہلے استعمال کرنے کو دیویں۔ حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا شیخ صاحب تو اپنے کو بوڑھا سمجھتے ہی نہیں۔

ان دنوں چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ ایک کیس کے سلسلہ میں جیل میں تھے خاکسار نے ان کے لئے دعا کی درخواست کی تو فرمایا کہ ان کا کیس کس سٹیج پر ہے خاکسار نے کہا کہ بے چاروں کی ضمانت نہیں ہو سکی تو فرمایا بے چارے کیسے میں نے ان کے لئے دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ بری ہو جاویں گے۔ ضمانت کے لئے کچھ نہیں بتایا۔ مکرم چوہدری صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعد میں اس کیس میں بری ہو گئے تھے۔

اپنے آقا کی مہربانیوں کا کہاں تک تذکرہ کروں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے فضل سے ان کے درجات بلند سے بلند کرے۔ اور خاکسار ان کو حضور کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دیوے

عبدالمغنی زاہد

دعوتِ الی اللہ اور عملی نمونہ

ہر انسان کو اس کے خالق و مالک نے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتیں عطا کی ہیں لوگ ایک دوسرے کو بڑی گہری نظروں سے دیکھتے ہیں اور ملنے والوں کی اچھائی یا برائی کو خوب نوٹ کرتے ہیں۔ خاص طور پر اگر کوئی انہیں نصیحتیں کرے۔ ان کی اصلاح کرنا چاہے یا نیا پیغام لے کر آئے تو وہ اسے خوب تنقیدی نظروں سے دیکھیں گے۔ ان کی بجا طور پر یہ توقع ہوگی کہ اس شخص کا اپنا کردار اور ذاتی نمونہ ہم سے بہتر ہونا چاہیئے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ۱۹۷۲ء میں جب میں اور میرے ساتھی بطور مربی پہلی دفعہ میدانِ عمل میں جا رہے تھے تو حضرت مولانا احمد خان صاحب نسیمؔ نے ہمیں نصیحت فرماتے ہوئے تنبیہ کی تھی کہ "مربی کا مقام بتیس دانتوں کے درمیان زبان کی طرح ہوتا ہے"۔ بعد کے واقعات سے ثابت ہوا کہ غیر ہی نہیں بلکہ خود اپنے احباب بھی سلسلہ کے مربیان کے چال چلن اور کردار پر کڑی نظر رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے عموماً مثبت طور پر ان کے حق میں مفید ثابت ہوتی ہے میں نے تو نائیجیریا میں اپنے افریقن بھائیوں کو بھی دیکھا ہے جنہیں اپنے مربی میں اگر کوئی ایسی چیز نظر آئے جو وہ مناسب نہ سمجھتے ہوں تو فوراً ٹوک دیتے ہیں کہ ہم نے حضرت حکیم فضل الرحمن صاحب (اللہ تعالیٰ آپ پر راضی ہو) یا فلاں بزرگ مربی کو دیکھا ہوا ہے آپ کا طرز عمل کیوں مختلف ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور نظام قدرت ثانیہ کی برکت ہے جس نے جماعت کو یہ بیداری عطا فرمائی ہوئی ہے۔ اور پھر جماعت احمدیہ کی صداقت کا سب سے بڑا نشان بھی تو اس کے افراد کی راست بازی اور اعلیٰ اخلاق ہی ہیں۔ یہ جو لندن کے جلسہ سالانہ کے سٹیج پہ کھڑے ہو کر کینیڈا۔ یورپ افریقہ اور ایشیا کے مختلف ممالک کے وزراء۔ سفارتی نمائندے ممبران پارلیمنٹ اور سرکردہ رہنما جماعت احمدیہ کو شاندار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کر رہے تھے یہ اس لئے نہیں تھا کہ وہ ہمارے عقائد سے متفق ہیں بلکہ اس کی وجہ وہ عمدہ نمونہ اور اعلیٰ کردار ہے جس کا مظاہرہ ہمارے احمدی بھائیوں نے ان کے ملکوں میں کیا آپ ان عظیم ملکوں کے عمائدین کی یہ تقاریر سنیں تو آپ کے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہو جائیں گے کہ اس نے کس طرح اس غریب اور کمزور جماعت کی محبت اور عظمت کو ان اقوام کے دلوں میں قائم کر دیا ہے۔

نائیجیریا میں اپنے قیام کے دوران میرا مشاہدہ تھا کہ احمدیت میں شامل ہونے کے لئے آنے والے اکثر لوگ ایسے ہوتے جنہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا ہوتا تھا نہ انہوں نے ہمارے لیکچر سنے ہوتے تھے۔ جب پوچھا جاتا کہ آپ احمدی کیوں ہونا چاہتے ہیں؟ تو وہ نہایت سادگی سے اس کی وجہ یہی بیان کرتے کہ AHMADIYYA IS GOOD ان کے محاورہ کے مطابق "احمدیہ" سے مراد احمدی لوگ ہیں۔ یعنی آپ کی جماعت کے جن لوگوں سے ہمارا واسطہ پڑا ہے انکی راستبازی اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے ہم بھی احمدی ہونا چاہتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ دلائل اور مسائل

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

پرائمری تعلیم کے تقاضے

> بعض لوگ چھوٹی چیزوں کو چھوٹا سمجھتے ہیں اور ان کی اہمیت کی طرف توجہ نہیں دیتے. میرا اپنا یہی حال ہے انگریزی زبان کا COMA جو اردو میں ایک چھوٹا سا سیدھا یا اُلٹا واؤ ہوتا ہے اس کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ اس کی عدم موجودگی میں محترم میاں صاحب نے پانچ لاکھ "سکولوں کی طالبات" کو پڑھتے ہوئے واوین نہ ہونے کی وجہ سے سکولوں کی تعداد کو پانچ لاکھ سمجھ لیا حالانکہ سکولوں کی طالبات کی تعداد بتانا مقصود تھا۔ جو پانچ لاکھ ہے۔ سکول تو بہرحال اس تعداد سے بہت کم ہوں گے۔ (نسیم سیفی)

مکرم و محترم نسیم سیفی صاحب کی تحریریں کسی چھوٹے سے دائرے تک محدود ہو کے نہیں رہ جاتیں بلکہ وہ مختلف النوع مضامین لکھنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ اس بار ان کا موضوع تھا "پرائمری تعلیم" (الفضل ۱۴ دسمبر ۱۹۸۹ء) اس میں ایک نئی تعلیمی سکیم کا تعارف کروایا گیا۔ مگر میں اس جملہ پر رُک گیا: "اب ۵ لاکھ پرائمری سکولوں کی طالبات اور ۲۲ ہزار لیڈی ٹیچرز ایک نئی سکیم کے ماتحت بہتر طریق پر تعلیم حاصل کر سکیں گی"

اس میں کچھ سہو کاتب معلوم دیتا ہے۔ کیونکہ پانچ لاکھ پرائمری سکول اور وہ بھی لڑکیوں کے نہ اتنے ملک میں ہیں نہ مستقبل قریب بلکہ بعید میں بھی ممکن ہو سکیں گے۔ اور اگر بالفرض اتنے سکول کھل بھی جائیں تو کیا اُن کے لئے فقط ۲۲ ہزار معلمات کافی ہو سکیں گی جبکہ ایک سکول میں کم از کم ایک استانی کا ہونا ضروری ہے؟ (اب تو ہم پرائمری سکولوں میں دو اساتذہ مہیا کر رہے ہیں)

آئیے دیکھیں ملک میں پرائمری سکولوں کی صورت حال کیا ہے۔ چھٹے پانچ سالہ منصوبہ (۸۸-۱۹۸۳ء) سے پرائمری سکولوں کا ہدف ۱،۴۱،۱۳۷ مقرر کیا۔ لیکن گزشتہ تجربہ یہ رہا ہے کہ پانچویں پانچسالہ منصوبہ کے سوا ہم ٹارگٹ تک کبھی بھی نہیں پہنچ پائے۔ مثلاً دوسرے منصوبہ کا ٹارگٹ اگرچہ بہت کم تھا یعنی ۲۳،۱۰۰ سکول لیکن پھر بھی آخر میں ۶۰۰ سکولوں کی کمی رہ گئی۔ تیسرے پلان میں ارادے بہت بلند ہوئے اور ہم نے ۷۵ ہزار پرائمری سکول قائم کرنے کا منصوبہ بنایا مگر پہنچ فقط ۴۰ ہزار تک پائے۔ اسی طرح چوتھے پلان میں بھی تقریباً ۹ ہزار کی کمی رہی۔ اب چھٹے منصوبہ کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ اور ہم ابھی تک ملک میں ایک لاکھ پرائمری سکول قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ اب ان میں لڑکیوں کے سکول تو بمشکل ۳۰ فی صد ہیں۔ مثلاً ۱۹۸۶ء میں پرائمری سکولوں کی تعداد ۷۸،۹۱۹ تھی جن میں سے ۲۲،۸۰۵ لڑکیوں کے سکول تھے۔ اس مضمون میں درج ۵ لاکھ کی تعداد کسی مغالطہ کی بنا پر لکھی گئی ہے، جس کی تصحیح راقم نے ضروری سمجھی اور یہ تفصیل عرض کر دی۔

اب جو پرائمری سکولوں کا ذکر چھڑ ہی گیا تو کیوں نہ ان کے متعلق کچھ بات ہو جائے قوم خواندگی کی شرح (۲۶،۲ فیصد) کے متعلق متفکر ہے اور ماہرین تعلیم یونیورسل پرائمری تعلیم کی بات بھی کر رہے ہیں۔ مگر ان اہداف کے حصول کے قریب تبھی پہنچ سکیں گے جب پرائمری سکولوں کی تعداد کم از کم دُگنی ہو جائے.

۱۹۸۶ء کے اعداد و شمار کے مطابق ملک میں ایک کروڑ پچاس لاکھ سے زائد پانچ سے نو سال عمر کے بچے موجود تھے مگر ان میں سے صرف ۷۷ لاکھ بچے اس وقت پرائمری سکولوں میں داخل تھے۔ اور چھٹے پانچ سالہ منصوبہ (۸۸-۱۹۸۳ء) کے آخر تک صرف ۴۹ فی صد بچوں کو سکولوں میں داخلہ ملا۔

ساتویں پانچ سالہ منصوبہ کا ٹارگٹ تو ۷۰،۹ فی صد ۵ سے ۹ سال کے بچوں کو سکولوں میں لانا مقرر کیا گیا ہے لیکن ماضی میں ہم ٹارگٹ تک پہنچنے میں اکثر ناکام رہے ہیں۔ اس لئے موجودہ منصوبہ میں بھی خوش فہمی کا عنصر زیادہ دکھائی دیتا ہے، بہرحال ۴۹ فی صد کو اگر ہم ۷۵ فی صد تک بھی لے جا سکیں تو یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہوگا، لیکن اس کے لئے سکولوں کی تعداد میں بہت اضافہ کرنا ہوگا اور یہ کوئی اتنا آسان کام نہیں۔

پرائمری سکولوں کے متعلق ہمارے ہاں جو انوکھی بات نظر آتی ہے وہ اُن کی دو خصوصی قسمیں ہیں جو شاید کسی اور ملک میں نہیں پائی جاتیں۔ ایک تو یہی GHOST SCHOOLS یعنی ایسے سکول جن کے نام رجسٹروں میں درج ہیں۔ وہاں اساتذہ کی تقرری بھی ہو چکی ہے۔ ان کی تنخواہیں بھی خزانہ سے لی جا رہی ہیں مگر ان کا وجود کہیں نظر نہیں آتا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی تعداد اب کم ہو گئی ہے۔ ہم اس مفروضہ پر یقین کر لیتے ہیں۔ دوسری قسم ہے

SHELTERLESS.SCHOOIS

یعنی ان میں اساتذہ کے علاوہ بچے بھی موجود ہیں۔ پڑھائی بھی ہو رہی ہے مگر عمارت نام کی کوئی چیز وہاں موجود نہیں، نہ چھت ہے نہ دیواریں۔ ان سکولوں کی تعداد ایسی نہیں جسے نظر انداز کیا جا سکے. پاکستان میں ایسے ۱۷،۰۵۲ پرائمری سکول موجود ہیں اور حیران کن بات یہ ہے کہ ملک کے سب سے بڑے اور سب سے دولتمند صوبے میں ابھی تک ۱۲ ہزار سے زائد ایسے سکول ہیں جو دیواروں اور چھتوں سے ناآشنا ہیں۔ دعوے تو یونیورسل پرائمری تعلیم کے ہیں مگر صورت حال یہ ہے کہ ابھی تک ہم بنیادی سہولتیں بھی مہیا نہیں کر سکے۔ اگر عمارتیں ہیں تو بھی سکول بنیادی سہولتوں کے لئے ترس رہے ہیں۔ گاؤں کے کسی سکول میں جھانکیں۔ عمارت ایک یا دو کمروں پر مشتمل ہے، مگر اندر نہ کوئی بنچ ہے نہ ڈسک۔ ٹاٹ مل جائے تو اس کو ہی غنیمت سمجھا جاتا ہے۔ اب سوچئے کہ ایک بچے کے لئے ایسے سکول میں کون سی چیز باعث کشش ہو سکتی ہے اور اسے کیا دلچسپی ہو گی ایسے سکول میں جہاں پانچ گھنٹے ٹھنڈے فرش پر گندے ٹاٹ پر بیٹھنا پڑتا ہے۔ اگر سکول میں ایسی کوئی بات ہی نہیں جس سے بچے کشاں کشاں کھچے ہوئے چلے آئیں تو ۵۰ فیصد بچوں کا پہلی یا دوسری جماعت میں اسے خیرباد کہہ دینا ایک فطری عمل ہے۔ اس لئے ہمیں نہ صرف مطلوبہ تعداد میں سکول بنانے ہیں بلکہ ان میں بنیادی سہولتیں بھی بہم پہنچانی ہیں۔ اور کچھ نہیں تو بچوں کو بیٹھنے کے لئے بنچ تو دیجئے۔ ان کو ٹاٹ سے اُٹھائیے اور اس احساس کمتری سے نجات دیجئے جس کا کہ گاؤں کا بچہ شکار ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ ایک طرف تو شہروں میں ائر کنڈیشنڈ سکولوں کی بھرمار ہو رہی ہے اور دوسری جانب سکول پھٹے پرانے ٹاٹ سے بھی عاری ہیں اور اگر ایسے سکولوں کے بچے بیزار ہو کے انہیں چھوڑ جائیں تو شاید وہ حق بجانب ہوں گے۔

سکول چھوڑنے کی ایک وجہ استاد بھی ہیں، استاد کا ذکر آیا تو بات لمبی ہو جائے گی۔ مگر اسے مختصر کرتے ہوئے یہ کہنا ضروری ہے کہ جب تک سکولوں کو صحیح استاد میسّر نہیں آئیں گے ان میں کشش اور مقناطیسیت پیدا ہونا مشکل ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ صحیح یا اچھے استاد کون ہوتے ہیں؟ یا ان میں کیا صفات ہونی چاہئیں؟ یہ ایک تفصیل طلب موضوع ہے جس کا یہ مختصر مضمون متحمل نہیں ہو سکتا۔ ایک اشد ضروری بات کا ذکر تو کرنا ہوگا اور وہ یہ کہ اساتذہ کی تربیت بہتر ہونی چاہیئے۔ اس وقت پندرہ سولہ سال کے افراد کو ایک سال کی تربیت دے کر ان کے ہاتھوں میں پی۔ ٹی۔ سی کے سرٹیفکیٹ تھما کر انہیں قوم کے نونہالوں کے قلب و نظر منوّر کرنے اور ان کے اخلاق و عادات درست کرنے کی ذمہ داری سونپ دی جاتی ہے۔ ایک تو ان کا مبلغ علم اتنا کم ہوتا ہے کہ وہ اس ذمہ داری سے انصاف نہیں کر سکتے اور دوسرے ایک سال کا عرصہ اتنا مختصر ہے کہ وہ مستقبل کے اساتذہ کو صحیح معنوں میں استاد کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے ناکافی ہے، اگر ہم اپنے گردوپیش نظر ڈالیں تو ہمیں حیرت ہوگی کہ جہاں ہم اور کئی امور میں دوسری قوموں اور ملکوں سے پیچھے ہیں اسی طرح تعلیمی میدان میں ہم تربیت اساتذہ کے معاملہ میں بہت پیچھے ہیں چند ممالک کی مثال پیش کی جاتی ہے۔ انگلستان، نیوزی لینڈ۔ چین اور روس میں پرائمری اساتذہ کی تربیت کا عرصہ تین سالوں پر محیط ہوتا ہے جب کہ ہمارے ملک میں تربیت فقط ایک سال کے لئے کی جاتی ہے مزید دلچسپ بات یہ ہے کہ انگلستان نیوزی لینڈ۔ امریکہ اور کینیڈا میں پرائمری اساتذہ کی تربیت کا عرصہ سیکنڈری اساتذہ کے تربیتی کورس سے زیادہ لمبا ہوتا ہے یہ امر اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ان ملکوں نے اس حقیقت کو پا لیا ہے کہ مستقبل کے اساتذہ کے ذہنوں کو جلا بخشنے۔ اُن کی سوچ میں تغیّر پیدا کرنے۔ اور اُن کے رجحان میں مطلوبہ تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے ایک سال کا عرصہ قطعاً ناکافی ہے۔ اور یہ کہ پرائمری اساتذہ جنہوں نے طلبا کی تعلیمی بنیاد رکھنی ہے بہتر تربیت یافتہ ہونے چاہیئں۔ مگر معلوم یوں ہوتا کہ ہم پہ یہ عقدہ ابھی تک نہیں کھلا۔ ہاں! ایک بار اس سوچ کو کسی حد تک اپناتے ہوئے پرائمری اساتذہ کی تربیت دو سال پہ پھیلا دی گئی تھی مگر ہمارے ہاں سیاست کا ہمیشہ عمل دخل رہا ہے۔ سو یہ سکیم بھی اس کی دست بُرد سے بچ نہ سکی۔ اور ہم نئے تجربہ کی دہلیز پہ پہنچ کے پھر پرانے ڈگر کی طرف لوٹ آئے اور اب بھی نو دس ماہ میں پرائمری اساتذہ کی تربیت مکمل کر کے انہیں سکولوں میں تعینات کر دیتے ہیں۔ اس بات پہ غور کئے بغیر کہ آیا وہ بدلتے ہوئے تعلیمی تقاضے پورے کرنے کے قابل ہو چکے ہیں یا نہیں۔ مثلاً ایک حالیہ فیصلہ کے مطابق انگریزی کو پہلی جماعت

باقی ۷ پہ

بقیہ :- دعوت الی اللہ

کی وضاحت بھی بہت ضروری ہے مگر جس چیز کا اثر سب سے زیادہ اور فوری ہوتا ہے وہ خوش اخلاقی اور اعلیٰ کردار کا مظاہرہ ہے۔

افریقن لوگ بچہ کی پیدائش پر بہت خوشیاں مناتے ہیں خصوصاً مسلمان گھرانوں میں عقیقہ کی رسم دھوم دھام سے منائی جاتی ہے اور بڑی تعداد میں لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے۔ اس تقریب میں علاقے کا امام جسے وہ "الفا" کہتے ہیں مہمان خصوصی ہوتا ہے تقریب کے شرکاء جو رقم بھی بطور تحفہ یا نذر پیش کریں وہ الفا کی جیب میں جاتی ہے۔ بلکہ اس کے بعد بھی وہ مختلف دعائیں اور آیتیں پڑھ کر تقریب کے شرکاء سے رقمیں بٹورتا رہتا ہے اور جب تک خاطر خواہ عطیات جمع نہ ہو جائیں عقیقہ کی تقریب ختم نہیں ہوتی۔ دوسری طرف ان لوگوں نے دیکھا کہ جب احمدیوں کے ہاں عقیقہ ہوتا ہے تو وہ اپنے امام کو کوئی رقم نہیں دیتے۔ الٹا ان کے امام صاحب اپنی جیب سے بچے کو کچھ رقم پیش کرتے ہیں اور تقریب کے شرکاء جو بھی عطیہ دیں وہ سارا نومولود کے والدین کو پیش کر دیا جاتا ہے ہمارے لئے تو یہ معمولی سی بات ہے مگر اس طرز عمل نے ہزاروں لوگوں کے دلوں میں احمدیت کے حق میں بہت خوشگوار اثرات مرتب کئے ہیں اور وہ ہر جگہ اعلانیہ اس کا اظہار کرتے ہیں۔ بلکہ میرے علاقہ میں تو کئی لوگ محض اسی وجہ سے ہماری جماعت میں شامل بھی ہو گئے۔

اخلاق حسنہ اور عملی نمونہ کا اثر نوعمر بچے بھی بہت قبول کرتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ ان کا مشاہدہ بڑوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ نائیجیریا ہی میں ملک کے مشرقی حصہ میں کام کے دوران مجھے ایک بہت دلچسپ تجربہ ہوا۔ وہ علاقہ عیسائیوں کا ہے اور اب کچھ عرصہ سے آہستہ آہستہ وہاں ہماری جماعتیں قائم ہونے لگی ہیں۔ مکرم برادرم شکیل احمد صاحب منیر (حال مربی آسٹریلیا) جو ان دنوں وہاں ایک فیڈرل سکول میں وائس پرنسپل تھے۔ جماعت کی دینی اور تربیتی سرگرمیوں میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اور مقامی لوگوں میں بھی بہت مقبول تھے گرمیوں کی چھٹیوں میں انہوں نے اویری، شہر میں بچوں کے لئے ایک تربیتی کلاس کا پروگرام بنایا جس میں شرکت کے لئے کئی دیہات اور شہروں سے بچے آئے۔ ان میں چند بچے ایسے تھے جو پہلی بار ہمارے مشن آئے تھے۔ شہر سے بہت دور ان کے گاؤں میں اسی دن احمدیت کا پیغام پہنچا اور ان کے والدین نے بیعت کر لی اور تربیتی کلاس کے لئے اپنے بچے بھجوا دیئے اب یہ بچے تو ادھر احمدی ماحول میں تربیت حاصل کر رہے تھے ادھر ان کے والدین سے ایک مخالف احمدیت تنظیم کا رابطہ قائم ہو گیا۔ جنہوں نے ہمارے متعلق غلط سلط باتیں بتا کر اتنا بدظن کر دیا کہ وہ احمدیت سے منحرف ہو گئے۔ اس دوران ہم لوگ کلاس میں مصروف رہے اور دوبارہ ادھر نہ جا سکے، جب یہ بچے اپنے گاؤں پہنچے تو وہ لوگ پھر آئے اور ان بچوں کو بھی لالچ دیا کہ ہم تمہیں عربی پڑھانے کے لئے اپنے خرچ پر غیر ملک بھجوا دیں گے اور بھی سبز باغ دکھائے مگر یہ ننھے منے بچے جو صرف چند دن احمدیہ ماحول میں رہ کر آئے تھے بڑی مستقل مزاجی کے ساتھ ڈٹ گئے اور اپنی سمجھ کے مطابق احمدیت کا خوب دفاع کیا۔ اپنے والدین کو بھی سمجھایا مگر جب کوئی پیش نہ گئی تو اپنے میں سے ایک کو ہمارے پاس بھجوایا۔ وہ بچہ لمبا فاصلہ طے کر کے اکیلا ہمارے مشن پہنچا اور ہمیں حالات سے آگاہ کیا۔ اس علاقے میں میلوں تک کسی اور گاؤں میں بھی جماعت نہیں تھی۔ یہ چند بچے ہی تھے جو بہت محبت اور پیار سے ہمارے ساتھ ہو لئے اور پھر جلد ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف ان کے والدین بلکہ اور بہت سے لوگ بھی ہماری جماعت میں شامل ہو گئے اس گاؤں کا نام AWARA ہے۔ اب وہاں ہماری بیت الذکر بھی بن گئی ہے اور ان میں سے دو بچے باقاعدہ ٹریننگ حاصل کر کے لوکل مربی کے طور پر دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں

اس قسم کے سینکڑوں واقعات ہیں جو دنیا بھر میں احمدی احباب کے مشاہدے میں آتے رہتے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حسن اخلاق اور اعلیٰ کردار کا مظاہرہ دعوت الی اللہ کے لئے بہت ضروری ہے۔ اس کے بغیر ہمارا پیغام خواہ وہ کتنا ہی مدلل کیوں نہ ہو دلوں پہ زیادہ اثر نہیں کر سکتا۔ حال ہی میں الفضل میں حضور ایدہ اللہ کے ایک خطبہ کا اقتباس شائع ہوا ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔

"آپ محض دلیل کی رو سے دنیا کے دل نہیں جیت سکتے۔ دنیا اتنی تیزی کے ساتھ مادہ پرستی کی طرف دوڑ رہی ہے کہ وہ نقد سودوں کی عادی ہو چکی ہے۔ مشاہدات کی دنیا میں رہتے رہتے انسان محض اس چیز کا قائل ہونے پہ آمادہ ہوتا ہے جسے وہ اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے دیکھے۔ اس لئے دلائل کی دنیا ماضی کی باتیں ہیں ہاں بعض انسانوں پہ دلائل بھی اثر کرتے ہیں۔ لیکن انسان کے مستقبل کی تعمیر کے لئے ہرگز دلائل کافی نہیں جہاں تک خدا کی ہستی کا تعلق ہے اس کا یقین خدا والوں کی ہستی سے ہوگا ...... بسا اوقات آپ دیکھیں گے کہ دلائل کی قوت کے ساتھ آپ بڑے بڑے منکرین کا منہ بھی بند کر دیں گے مگر ان کے دل جیتنے کی طاقت آپ نہیں پائیں گے۔ دل جیتنے کے لئے آپ کو لازماً خدا والا بننا ہوگا۔ لازماً خدا کے تعلق کے نشان اپنے گردوپیش اپنے ماحول میں دکھانے ہوں گے"

(الفضل ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۹ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہم سب کو "خدا والا" بننے کی توفیق دے۔ ہمارا چلنا پھرنا اور اٹھنا بیٹھنا اور ہمارا کردار احمدیت کی صداقت کا ایسا روشن مینار بن جائے جس سے دنیا بھر کی قومیں راہ حق کی طرف رہنمائی حاصل کر سکیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

ولادت

مکرم محمد حسین صاحب غضنفر معلم اصلاح و ارشاد ربوہ اور عزیزہ شمیم نور صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے ۱۲ دسمبر کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ نومولود بچی وقف نو میں شامل ہے۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ نے عزیزہ کا نام عذرا فرحت عطا فرمایا ہے احباب دعا کریں خدا تعالیٰ اس بچی کی ولادت کو تمام خاندان کے لئے بابرکت کرے اور لمبی عمر عطا فرمائے۔

سانحۂ ارتحال

مکرم میاں عبدالستار صاحب جنجوعہ ترگڑی ضلع گوجرانوالہ ۱۹ دسمبر ۱۹۸۹ء کو بعمر نوے سال وفات پا گئے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے بعد نماز عشاء بیت المبارک میں پڑھائی بعدہٗ بوجہ موصی ہونے کے موصوف کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم مبارک احمد صاحب ظفر صدر جماعت احمدیہ ترگڑی نے دعا کروائی۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

ضروری اعلان

صدر انجمن احمدیہ کے پنشنر وفات یافتہ کارکنان کی بیوگان دفتر محاسب کو اپنے ایڈریس (پتہ) سے فوری طور پر مطلع فرمائیں۔

(محاسب صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان)

بقیہ :- پرائمری تعلیم کے تقاضے

سے بطور لازمی مضمون لایا جا رہا ہے، اب تصور تو کیجئے کہ گاؤں کے سکول کا ایک استاد جو میٹرک میں بمشکل سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہوا اور جس کو چند ماہ کی ناکافی پیشہ ورانہ تربیت دی گئی کیا وہ اس قابل ہوگا کہ انگریزی جیسے مضمون سے انصاف کر سکے؟ جب کہ وہ انگریزی خود اچھی طرح لکھنی اور پڑھنی نہیں جانتا اور بولنے کا تو شاید اسے کبھی اتفاق ہی نہیں ہوا۔ اب اگر وہ کلاس میں گرل (GIRL) کو گرل پڑھائے تو ہمیں اس پہ انگشت نمائی کا حق نہیں پہنچتا۔

ان چند معروضات کا لب لباب یہ ہے کہ منزل ابھی بہت دور ہے۔ پرائمری تعلیم کم از کم تین باتوں کی متقاضی ہے یعنی سکولوں کی تعداد میں متعدد بہ اضافہ کیا جائے۔ ان میں بنیادی سہولتیں پہنچائی جائیں اور سب سے اہم یہ کہ اساتذہ کی بہتر تربیت کا اہتمام کیا جائے۔ اگر یہ سب کچھ ہمارے مدنظر رہا اور ان کے حصول کے لئے کوشش ہوتی رہی تو تعلیمی میدان میں بہتر تبدیلیوں کی توقع کی جا سکتی ہے۔

حبوب مفید اطہراء
۲۰ گرام /۱۵ ــــ ۶۰ گرام /۴۵
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ)
گولبازار ربوہ فون ۶۳۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ووکیشنل ویچر ٹریننگ

حکومت پاکستان۔ وزارت تعلیم نیشنل ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ کمیشن

تعلیم یافتہ بے روزگار افراد کیلئے ووکیشنل ویچر ٹریننگ

بے روزگار تعلیم یافتہ افراد جن کی عمر ۱۸۔۳۰ سال کے درمیان ہو اور جو میٹرک، انٹرمیڈیٹ اور بی اے / بی ایس سی قابلیت کم از کم سیکنڈ ڈویژن کے حامل ہوں سے ٹیچر ایجوکیشن (پی ٹی سی۔ سی ٹی۔ بی ایڈ) میں اور ووکیشنل / ایمپلائی ایبل سکلز یعنی (الیکٹریشنز آٹو / ریڈیو مکینکس۔ سٹینو گرافی۔ اکاؤنٹنسی وغیرہ) میں ٹریننگ کے حصول کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ ٹریننگ کی مدت ایک سال ہو گی۔ منتخب شدہ امیدواروں کو ٹریننگ کی مدت کے دوران مندرجہ ذیل شرح سے وظیفہ دیا جائے گا۔

۱۔	میٹرک سیکنڈ ڈویژن	-/۷۵۰	روپے ماہانہ
۲۔	انٹرمیڈیٹ سیکنڈ ڈویژن	-/۹۰۰	"
۳۔	بی اے / بی ایس سی سیکنڈ ڈویژن	-/۱۰۵۰	"

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اور دیگر ایجنسیوں مثلاً نیشنل ٹریننگ بیورو آف مین پاور ڈویژن کے ذریعہ مرحلہ وار پروگرام کے تحت ۶۰،۰۰۰ (ساٹھ ہزار) افراد کو ٹریننگ کی پیشکش کی جائے گی۔ تربیت یافتگان کی کارکردگی کسی بھی مرحلہ پر غیر تسلی بخش پائی گئی تو ان کا وظیفہ منقطع کر دیا جائے گا۔

درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ ۷، جنوری ۱۹۹۰ء ہے۔ درخواست فارم نٹ کام (Netcom) ہیڈ کوارٹرز ۶۲، خیابان اقبال ایف ۷/۲ اسلام آباد سے یا صوبائی دفاتر سے تعلیمی سرٹیفکیٹ اور قومی شناختی کارڈ پیش کر کے -/۵ روپے کے پوسٹل آرڈر بطور درخواست فیس کی ادائیگی پر حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر اعجاز احمد چوہدری
ڈائریکٹر (پلاننگ۔ ریسرچ اینڈ ٹریننگ)
نیشنل ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ کمیشن ۶۲، خیابانِ اقبال ۷/۲ اسلام آباد

حاجتیں پوری کریں گے کیا تیری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت رَوا کے سامنے

تقریبات کی وڈیو فلم کیلئے

شالیمار ٹی وی سنٹر
انس مارکیٹ ربوہ

بفضلہ تعالیٰ بڑی کامیابی کے ساتھ عرصہ بارہ (۱۲) سال سے ٹیلیویژن، وی سی آر سروسنگ ٹریڈ میں ایک کوالیفائیڈ ٹیکنیشن کی زیرِ نگرانی احباب کی خدمت میں مصروفِ عمل

المشتہر: قمر احمد ۔ مظفر احمد نجم

خبریں

ملکی خبریں

سینیٹ اور قومی اسمبلی کے اجلاس ۲۷، دسمبر سے اسلام میں شروع ہو رہے ہیں۔ سینیٹ میں پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے صدر مملکت کے خطاب پر بحث کے علاوہ سندھ کی صورتحال کے بارے میں سینیٹ کی خصوصی کمیٹی کی رپورٹ پر بھی غور کیا جائے گا۔ قومی اسمبلی صدر مملکت کے خطاب پر بحث جاری رکھے گی۔

لاہور کے حلقہ این اے ۹۹ کے پیپلز پارٹی کے ایم این اے حاجی محمد اصغر گھرکی دماغ کی شریان پھٹ جانے سے میو ہسپتال میں انتقال کر گئے۔

حاجی محمد اصغر گھرکی مرحوم ایم این اے کی نشست پر ضمنی انتخاب فروری میں ہو گا۔

وزیر مملکت برائے اطلاعات و نشریات احمد سعید اعوان نے کہا ہے کہ حکومت نیشنل پولیس ٹرسٹ کو ختم نہیں کرنا چاہتی بلکہ صرف سرکاری حصص واپس لینا چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ این پی ٹی کے حصص پرائیویٹ سیکٹر میں فروخت کئے جائیں گے اور ورکروں کو بھی موقعہ دیا جائے گا۔ کہ وہ یہ حصص خرید سکیں۔

تیسرے جنوبی ایشیا ہاکی کپ ٹورنامنٹ کے سیمی فائنل میں پاکستان نے جنوبی کوریا کو ۴۔۸ سے ہرا دیا۔ دوسرے پول میں بھارت نے جاپان کو ۰۔۳ سے ہرا دیا۔ اب پاکستان اور بھارت ایشیا ہاکی کپ کے فائنل میں پہنچ گئے ہیں۔ فائنل میچ جمعرات کو ہو گا۔

سمبڑیال ریلوے سٹیشن پر بہاولپور ایکسپریس اور پسنجر ٹرین آپس میں ٹکرا گئیں۔ جس کے نتیجے میں ۱۷، مسافر زخمی ہو گئے۔

حیدر آباد میں فائرنگ اور چھرا گھونپنے کی وارداتوں میں ۳، افراد ہلاک اور سات زخمی ہو گئے۔ اس طرح ۷۲، گھنٹے امن رہنے کے بعد حیدر آباد اور لطیف آباد میں دوبارہ کرفیو لگا دیا گیا۔

غیر ملکی خبریں

○ رومانیہ کی نئی عبوری حکومت نے اپریل ۱۹۹۰ء میں عام انتخابات کرانے کا اعلان کیا ہے اس سے پہلے عبوری حکومت نے مسٹر الیسکو کو صدر مقرر کیا تھا۔ بخارسٹ ریڈیو کے مطابق عبوری حکومت نیشنل سالویشن فرنٹ سابق دور کی متنازعہ اور ناپسندیدہ پالیسیوں کے خاتمے کیلئے اہم اقدامات کر رہی ہے۔ پہلے اقدام کے طور پر دیہات کو ختم کرنے کے پروگرام کو منسوخ کر دیا جائے گا اور دوبارہ لوگوں کو ان دیہات میں آباد کیا جائے گا۔ تاکہ زمین کو زراعت کے قابل بنایا جا سکے۔ رومانیہ میں ایک نئی آزاد سیاسی پارٹی رومانیہ ڈیموکریٹک پارٹی قائم کی گئی ہے۔ رومانیہ میں نئی عبوری حکومت کے قیام اور سابق صدر چاؤشسکو کو سزائے موت دینے کے بعد ملک میں زندگی معمول پر آ رہی ہے اور پچھلے کئی روز کے ہنگاموں کے بعد حالات بہتر ہو رہے ہیں۔ ملک میں امن وامان کے قیام کے لئے نئی عبوری حکومت نے عوام سے تعاون کی اپیل کی ہے۔ ایران نے رومانیہ کی نئی حکومت نیشنل فرنٹ سالویشن کو تسلیم کر لیا ہے اور عوام کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اظہار کیا ہے۔ جو جدوجہد آزادی میں مصروف رہے ہیں۔

○ دمشق میں شام اور سوویت یونین کے درمیان اقتصادی بات چیت شروع ہو گئی ہے دونوں ملکوں میں موجودہ اقتصادی اور تجارتی تعلقات کو فروغ دینے سے متعلق معاملوں پر تبادلۂ خیال ہوا۔

○ فلسطین کے صدر جناب یاسر عرفات مصر کے دارالحکومت قاہرہ پہنچ گئے ہیں۔ جہاں وہ صدر حسنی مبارک کے ساتھ مشرقِ وسطیٰ میں قیامِ امن کے سلسلے میں بات چیت کریں گے۔ اُنہوں نے مصر کے نائب وزیرِاعظم اور وزیرِ خارجہ سے بات چیت کی۔ ملاقات کے بعد اُنہوں نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ صدر جارج بش فلسطینیوں کو فراموش کر رہے ہیں۔ تاہم مجھے امید ہے کہ وہ انسانی حقوق کے احترام کے لئے اپنی اپیل میں فلسطینیوں کو بھی شامل کریں گے۔